مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ 'مباہلہ' کی حقیقت

بانی جماعت احمدیہ حضرت غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جب ۹۱-۱۸۹۰ء میں خدا کے الہام کی بناء پر یہ اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور وعدہ کے مطابق آنے والا مثیلِ مسیح اور امام مہدی میں ہوں اور آپ نے کتاب فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں اپنے دعوے کے ثبوت میں قرآن کریم، احادیث نبویہ اور بزرگان سلف کے دلائل شائع فرمائے تو سنت اللہ کے مطابق اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی، مکتوبات امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ، نواب صدیق حسن خان اور حضرت پیر عبدالقیوم مجدّدی کی پیشگوئیوں کے موافق علماء زمانہ نے حضرت بانی جماعت احمدیہ پر کفر و ضلالت وارتداد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے فتاویٰ شائع کر کے عوام کو آپ کے اور آپ کی جماعت کے خلاف اُکسایا، بھڑکایا۔ باہمی نمازیں پڑھنے، رشتہ ناطہ کرنے، جنازہ پڑھنے سے ہی منع نہیں کیا بلکہ احمدیوں کے بائیکاٹ کی پرزور تحریک چلائی۔ قتل کی دھمکیاں دیں بعض احمدیوں کو قتل بھی کیا۔ آپ نے علماء کرام سے مناظرات بھی کئے مگر فتویٰ کفر کی مشین تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی اور احمدیوں کو ہر طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا کیا گیا۔ آپ نے علماء پر بذریعہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ وغیرہ کے دلائل سے حجت تمام کردی۔ مگر علماء و عوام کی مخالفت اور تکفیر بازی میں کمی کے بجائے زیادتی ہوتی چلی گئی۔ تب آپ نے علماء و مشائخ کو خدا کے حکم کے مطابق ۱۸۹۶ء میں خدا تعالیٰ سے اسی طرح ''لعنۃُ اللہ علی الکاذِبین'' کی دعا کر کے حق و باطل کے فیصلہ کرانے کی دعوت عام دی۔ جس طرح آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے ساتھ پادریوں وغیرہ کو دعوتِ مباہلہ دی تھی مگر وہ مباہلہ کرنے سے فرار کر گئے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ مجھ سے مباہلہ کر کے خدا سے فیصلہ طلب کرتے تو ابھی سال بھی نہ گزرتا کہ یہ لوگ عذاب الٰہی سے تباہ و برباد کر دئے جاتے (تفسیر ابنِ جریر)۔

پس نجران کے پادریوں کا مباہلہ سے فرار اُن کی بطالت اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے خدا پر یقین کامل اور آپ کی صداقت کا واضح ثبوت ہے۔
حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے آخر ۱۸۹۶ء میں اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں اپنے مکذبین و مکفرین اور معاندین کو معقولی اور منقولی دلائل کے ساتھ اتمام حجت کرنے کے بعد مسنون مباہلہ کی دعوت دی اور ہندوستان کے چوٹی کے علماء و مشائخ کو نام بنام خدائی فیصلہ کی طرف بلانے کے لئے دعوتِ مباہلہ کا اشتہار سب کو رجسٹری کر کے ارسال فرمایا۔ ان علماء میں گیارہویں نمبر پر مولوی ثناءاللہ امرتسری کا نام بھی تھا مگر مولوی صاحب عمر بھر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ چنانچہ جب اکتوبر ۱۹۰۲ء میں 'مُد' ضلع امرتسر کے مناظرہ میں حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب احمدی نے مولوی ثناءاللہ صاحب کو مباہلہ کی یاددہانی کرائی تو مولوی ثناءاللہ نے ظاہرداری کے طور پر مباہلہ پر آمادگی ظاہر کر کے ایک تحریر لکھ دی جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مباحثہ 'مُد' کے حالات کا اپنی کتاب اعجاز احمدی میں ذکر کر کے تحریر فرمایا کہ:

''مولوی ثناءاللہ امرتسری کی دستخطی تحریر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ میں اس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہش مند ہوں کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی مر جائے'' (اعجاز احمدی ص ۱۴)

اور فرمایا کہ:

''یہ تو انہوں نے اچھی تجویز نکالی۔ اب اس پر قائم رہیں تو بات ہے'' (اعجاز احمدی ص ۱۴)

اور پھر حضور نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے لکھا کہ:

''اگر مولوی ثناءاللہ صاحب ایسے چیلنج کے لئے مستعد ہوں تو صرف تحریری خط کافی نہ ہوگا بلکہ ان کو چاہئے کہ ایک چھپا ہوا اشتہار اس مضمون کا شائع کریں کہ 'اس شخص کو (اس جگہ میرا نام بتصریح لکھیں) میں کذاب اور دجّال اور کافر سمجھتا ہوں اور جو کچھ یہ شخص مسیح موعود ہونے اور صاحب الہام و وحی

ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس دعوے کا میں جھوٹا ہونا یقین رکھتا ہوں اور اے خدا میں تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ اگر یہ میرا عقیدہ صحیح نہیں ہے اور اگر یہ شخص فی الواقع مسیح موعود ہے اور فی الواقع عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو مجھے اس شخص کی موت سے پہلے موت دے اور اگر میں اس عقیدے میں صادق ہوں اور یہ شخص درحقیقت دجّال بے ایمان کافر مرتد ہے اور حضرت مسیحؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں جو کسی نامعلوم وقت میں پھر آئیں گے تو اس شخص کو ہلاک کر تا فتنہ اور تفرقہ دور ہو اور اسلام کو ایک دجّال اور مغوی اور مضل سے ضرر نہ پہنچے آمین ثم آمین' (اعجاز احمدی ص ۱۵)

اس کے بعد حضرت بانی جماعت احمدیہ نے نہایت زوردار الفاظ میں یہ پیش گوئی بھی شائع فرمادی کہ:

''اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے' (اعجاز احمدی ص ۳۷)

مولوی ثناءاللہ صاحب نے اعجاز احمدی ص ۳۷ کی اس تحدی اور پیش گوئی کو اپنی کتاب ''الہامات مرزا'' میں نقل کر کے اس کے جواب میں یہ لکھا کہ:

''چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے اس لئے ایسے مقابلے کی جرأت نہیں کر سکتا'' (الہامات مرزا ص ۸۵)

مولوی ثناءاللہ امرتسری کے اس عذرِ بیجا پر ان کے دو شخصوں (علی احمد صاحب کلرک میاں میر اور ثناءاللہ صاحب کلرک میاں میر) نے مولوی ثناءاللہ صاحب کو چٹھیاں لکھیں اور مولوی صاحب کو مباہلہ کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ مولوی ثناءاللہ نے ان کی چٹھیوں کی بناء پر مجبور ہو کر اخبار اہلحدیث ۲۲ جون ۱۹۰۶ء پر لکھ دیا کہ:

''آیت ثانیہ (فقل تعالوا ابناء نا ...... الخ آیت ۶۱ سورۃ آلِ عمران) پر عمل کرنے کو ہم تیار ہیں۔ میں اب بھی ایسے مباہلہ کے لئے تیار ہوں جو آیت مرقومہ سے ثابت ہوتا ہے۔'' (اخبار اہلحدیث ۲۲ جون ۱۹۰۶ء)

اسی طرح اخبار اہلحدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء میں لکھا کہ:

''مرزائیو سچے ہو تو آؤ...... اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں انجام آتھم میں مباہلہ کی دعوت دی ہوئی ہے۔ کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔'' (اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء ص ۱۰)

اس پر ایڈیٹر صاحب اخبار بدر قادیان نے اخبار میں اعلان کیا کہ: ''حضرت مرزا صاحب نے انکے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔' (اخبار بدر قادیان ۱۴ اپریل، ۱۹۰۷ء) اس اعلان کے ہوتے ہی مولوی ثناءاللہ پر اوس پڑ گئی اور جھٹ اخبار اہلحدیث ۱۹، اپریل ۱۹۰۷ء ص ۴ پر (جو ۱۲، اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچے کے ساتھ ہی شائع کر دیا گیا تھا) پینترا بدل کر لکھ دیا کہ:

'میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا .... میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ میں نے حلف اُٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا۔ قسم اور ہے مباہلہ اور ہے۔ حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے مگر مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا۔' (اخبار اہلحدیث ۱۹، اپریل ۱۹۰۷ء ص ۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۵ اپریل، ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان ''مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ' شائع کیا جس میں مولوی صاحب کو اپنی دعائے مباہلہ کے بالمقابل دعائے مباہلہ شائع کرنے کے لئے دعوت دی تا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو اور آخر میں لکھا کہ:

''بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔'' (اشتہار مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ)

اس دعائے مباہلہ کے جواب میں مولوی ثناءاللہ صاحب نے جو کچھ لکھا اس کو پڑھ کر ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا مولوی صاحب نے دعائے مباہلہ کی ہے یا کہ اس کو رد کر کے نہ صرف فرار کی راہ اختیار کی بلکہ اپنی طرف سے ایک بالکل نیا طریقِ فیصلہ شائع کر دیا؟ حضرت مرزا صاحب کے اشتہار (آخری فیصلہ) کے جواب میں مولوی ثناءاللہ صاحب نے صاف انکار کیا جس کو آج کے علماء بدنیتی سے چھپا رہے ہیں۔ اس انکار میں مولوی ثناءاللہ صاحب نے واضح طور پر لکھا کہ:

۱۔ ''اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا''۔

۲۔ ''اس مضمون کو بطور الہام شائع نہیں کیا''۔

۳۔ ''میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مرگیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے؟''۔

۴۔ ''آپ نے بڑی چالاکی یہ کی کہ یہ دیکھا کہ ان دنوں طاعون کی شدت ہے خصوصاً صوبہ پنجاب میں سب علاقوں سے زیادہ ہے اور بالخصوص پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں جو امرتسر سے بہت قریب ہے یہ کیفیت ہے کہ مُردوں کو اٹھانا مشکل ہو رہا ہے ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے اور کوئی آج اگر ہے تو کل کا اعتبار نہیں اور دیکھنے میں ایسا بھی آیا ہے کہ وہ ہے تو یہ نہیں، یہ ہے تو وہ نہیں''۔

۵۔ ''تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں تو پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانیں گے؟''

۶۔ ''آپ نے پہلے لکھا تھا کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم کریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں؟''

اور پھر آخر میں لکھا کہ:

۷۔ ''یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے''۔ (اخبار اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۵،۶)

ناظرین غور فرمائیں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے بالمقابل دعائے مباہلہ کرنے اور جھوٹے کے سچے کی زندگی میں ہلاک ہونے کے طریق کو کس طرح کلیۃً مسترد کر دیا اور دعائے مباہلہ کرنے سے فرار اختیار کیا ہے اور اس طرح یہ مباہلہ تو نہ ہو سکا لیکن اس کے بجائے مولوی ثناءاللہ صاحب نے ایک نیا طریق اور مؤقف اختیار کیا۔ چنانچہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس مضمون کے مقابل میں کہ ''جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو'' کو ردّ کر کے اسی اخبار اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے حاشیہ میں صفحہ ۴ پر 'بذریعہ نائب ایڈیٹر' یہ نیا طریق فیصلہ شائع کیا اور اپنی طرف سے اس کو آیاتِ قرآنی کے مطابق ٹھہرایا، لکھتے ہیں:

۱۔ ''قرآن تو یہ کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے''

۲۔ ''خدا تعالیٰ جھوٹے، دغا باز، مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں''

خود مولوی ثناءاللہ صاحب نے اپنے 'نائب ایڈیٹر' کی ان عبارات کے متعلق تحریر کیا کہ:

''میں اس کو صحیح مانتا ہوں''۔ (اہلحدیث ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء)

بلکہ مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا کہ :

''آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذّاب سے پہلے انتقال ہوئے۔ مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق کے پیچھے مرا''
(مرقع قادیانی ماہ اگست ۱۹۰۷ء ص ۹)

اور حضرت بانی جماعت احمدیہ کا بھی یہی مذہب ہے جیسا کہ فرمایا کہ:

''کیا آنحضرتؐ کے سب اعداء ان کی زندگی میں ہلاک ہو گئے تھے؟ بلکہ ہزاروں اعداء آپؐ کی وفات کے بعد زندہ رہے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے۔۔۔۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتے ہیں۔'' (اخبار الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء ص ۹)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ امر روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ ''مولوی ثناءاللہ صاحب نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایسے مباہلہ سے کہ 'جس کے نتیجے میں جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو' ہمیشہ مختلف حیلوں بہانوں سے فرار کی راہ اختیار کرتے رہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مباہلہ سے متعلق 'آخری اشتہار' کے جواب میں یہ لکھ کر کہ جھوٹا مسیلمہ کذاب کی طرح سچے کے بعد تک زندہ رہے گا، اپنے جھوٹا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچا ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کر گئے۔

☆☆☆